

دینی و اخلاقی معارف

خطبہ حضرت فاطمہؑ کی روشنی میں

روشن علی*

roshanali007@yahoo.com

کلیدی کلمات: حضرت فاطمہؑ، رسول اللہؐ، اخلاقی معارف، اصول دین، فروعات دین، سیرت رسولؐ

خلاصہ:

خطبہ حضرت فاطمہ زہراءؑ جہاں سیاسی لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے وہاں اس کی دینی و اخلاقی معارف و تعلیمات کے لحاظ سے بھی غیر معمولی حیثیت ہے، ہم نے یہاں اس خطبے کو اسی پہلو سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اس خطبے کو بہت سے محدثین اور ثقہ راویوں نے کئی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ البتہ یہاں اس خطبے کی سند کے حوالے سے بحث کرنا ہمارا موضوع نہیں ہے۔ یہاں فقط اس خطبے سے ماخوذ اخلاقی و دینی معارف پیش کرنے کی سعی کی جائے گی۔ خاتون جنت کے اس خطبہ کو ہم نے دینی و اخلاقی تعلیمات کے لحاظ سے چند حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اس تقسیم کے مطابق جناب زہراءؑ نے ان موضوعات کو اپنے خطبے میں پیش کیا ہے۔ توحید خدا شناسی کے باب میں: اللہ کی حمد، توحید، عدل اور صفات خدا، خالق کائنات کا شکر ادا کرنا، تخلیق کائنات کا مقصد۔ نبوت کے باب میں: پیغمبر اکرمؐ کی عظمت اور خصوصیات، آپؐ کی بعثت کا مقصد اور بعثت سے پہلے لوگوں کی حالت، آپؐ کا انتقال۔ فرائض کے باب میں: مسلمانوں کی ذمہ داریاں اور اللہ کی کتاب سے تمسک، قرآن کی عظمت، احکام شریعت اور ان کا فلسفہ۔ فرعات دین کے سلسلے میں: ایمان، زکوٰۃ، روزہ، حج، اطاعت و امامت اہل بیت، جہاد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ اخلاق کے باب میں: صبر، والدین کے ساتھ نیکی، صلہ رحم، قصاص، ناپ تول، شراب نوشی سے پرہیز، بہتان تراشی، چوری، شرک سے پرہیز۔ سیاست کے باب میں: حکومت کے مقابلے میں اپنا موقف، اہل بیت اطہار کے سلسلے میں: اہل بیت سے رسول اللہؐ کی غیر معمولی ہمدردی، اسلام سے پہلے اور ابتدا میں رسول اللہؐ کی غیر معمولی زحمتیں، ان کے ساتھ لوگوں کے حالات اور حضرت علیؑ کی قربانیاں۔ خلاصہ حضرت فاطمہؑ نے اس خطبے میں اسلام کے دینی و اخلاقی معارف کو بہت ہی مدلل اور عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے جس میں امت کے لئے غیر معمولی ہدایت و رہنمائی کے پہلو موجود ہیں۔

خطبہ حضرت فاطمہ الزہراءؑ علیہا السلام جہاں سیاسی لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے وہاں اس کی دینی و اخلاقی معارف و تعلیمات کے لحاظ سے بھی غیر معمولی حیثیت ہے، ہم نے یہاں اس خطبے کو اسی پہلو سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اس خطبے کو بہت سے محدثین اور ثقہ راویوں نے کئی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ البتہ یہاں اس خطبے کی سند کے حوالے سے بحث کرنا ہمارا موضوع نہیں ہے۔ یہاں فقط اس خطبے سے ماخوذ اخلاقی و دینی معارف پیش کرنے کی سعی کی جائے گی۔

خطبہ فاطمہ زہراءؑ کے دینی و اخلاقی معارف

اختصار کے پیش نظر یہاں ہم عربی متن کو ترک کرتے ہوئے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ یہاں ہم نے خطبہ کے متن کو لفظ اصل سے بیان کیا ہے اور اس کی وضاحت مختصر تشریح کے عنوان سے بیان کی گئی ہے۔ خاتون جنت کے اس خطبہ کو ہم نے دینی و اخلاقی تعلیمات کے لحاظ سے چند حصوں میں تقسیم کیا ہے، جن کی تفصیل ذیل میں پیش کی جا رہی ہے۔

(۱) اللہ کی حمد، توحید اور صفات:

اصل

تمام تعریفیں اللہ کے لیے، ان نعمتوں پر جو اس نے عطا کی ہیں، اس کا شکر ہے ان توفیقات پر جو اس نے عنایت کی ہیں، اس کی ثناء ہے ان عام نعمتوں پر جو اس نے ابتداء میں ہمیں عطا کی ہیں، اور وہ بے حساب آسائشیں جو ہمارے لیے مہیا کی ہیں، اور وہ پے در پے نعمتیں جو ہمارے شامل حال ہیں، وہ نعمتیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا، وہ اتنی زیادہ وسیع ہیں کہ ان کا شکر ادا نہیں کیا جاسکتا، اور اس کی انتہا انسان کے ادراک سے

خارج ہے، نعمتوں میں اضافہ اور تسلسل کے لیے لوگوں کو شکر کرنے کی ہدایت کی، ان (نعمتوں) کی تکمیل کے لیے تمام مخلوقات کو اپنی حمد کا حکم دیا، اور ان کو حاصل کرنے کے لیے مکرر دعوت دی۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، یہ ایک ایسا کلمہ ہے جس کی روح اخلاص ہے، اس نے اس (توحید) کے ادراک کو دلوں میں ٹھہرایا، اور اس کے ادراک کے ذریعے ذہنوں میں روشنی بخشی، وہ خدا جس کو آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا، نہ زبان سے اس کا وصف بیان کیا جاسکتا ہے، اور نہ ہی عقل وہم کے ذریعے اس کی کیفیت کو سمجھا جاسکتا ہے۔

مختصر تشریح

جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے اس خطبہ کے ایک ایک جملے میں مفہیم کا ایک سمندر موجزن ہے، ان تمام مطالب کا اندازہ اس مختصر سے مقالہ میں ناممکن ہے، لیکن موضوع کی مناسبت سے چند اہم مطالب کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

(الف) خالق کائنات کا شکر ادا کرنا

جناب زہراء علیہا السلام خطبے کی ابتدا خالق کائنات کی بیشار نعمتوں کا شکر یہ ادا کرنے سے کرتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہمارے پورے وجود پر چھائی ہوئی ہیں۔ ہم سر سے پیر تک ان نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور اپنی محدود عقل کے ذریعے اس کی لامحدود نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے، کیونکہ اسی منعم نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا ہے:

إِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا۔ یعنی: ”اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکو گے۔“ (1)

یہی احساس، شکر گزاری کے جذبہ کو بیدار کرتا ہے اور ہمیں اللہ کی ذات پاک کی معرفت کی دعوت دیتا ہے کیونکہ نعمتوں کا احساس انسان کو منعم کی شکر گزاری پر آمادہ کرتا ہے، شکر بندگی کی طرف لاتا ہے۔ شکر کا پہلا درجہ دل میں نعمتوں کا احساس ہے، دوسرا زبان سے ان کا اقرار ہے اور تیسرا عمل سے ان کا اظہار ہے، اسی طرح انسان اپنے پورے وجود سے خالق کی نعمتوں کا شکر یہ ادا کر کے مکمل طور پر اس کی بندگی میں آجاتا ہے۔

البتہ خالق کائنات انسان کے شکر یہ کا محتاج نہیں ہے اور نہ ہی اس کا شکر یہ ادا کرنے سے اس کی ذات میں کوئی فرق آئے گا، بلکہ اس نے اپنی نعمتوں کا شکر یہ ادا کرنے کی دعوت اسی لیے دی ہے کہ بندوں پر اپنی نعمتیں زیادہ سے زیادہ کرے۔ ارشاد ہے: لَيْسَ شُكْرُكُمْ لِي أَزِيدَنَّكُمْ۔

یعنی: ”اگر تم (میری نعمتوں کا) شکر یہ ادا کرو گے تو مزید عطا کروں گا۔“ (2)

بندے اس کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہیں، کیونکہ شکر گزاری کی توفیق بھی خود ایک نعمت ہے اور شکر ادا کرنے کے ذرائع یعنی فکر، ہاتھ اور زبان وغیرہ سب اسی کی نعمتیں ہیں۔ اس بنا پر اس کے سامنے عاجزی کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

(ب) توحید اور صفات

جناب زہراء علیہا السلام خالق کائنات کا شکر ادا کرنے کے بعد اس کی توحید کا اندازہ کرتی ہیں کہ وہ ہی خدائے وحدہ لا شریک ہے اور لائق عبادت ہے۔ توحید کی روح وہی خلوص ہے، اپنی روح کو غیر خدا سے پاک صاف رکھنا، دل کی گہرائیوں میں اس کی محبت، اس کے احکام کے سامنے سراپا سر تسلیم خم کرنا اور ہر وہ چیز جو اس کی مخالفت کا سبب ہو اس کو بھول جانا، اس کے علاوہ کسی اور کا تصور بھی نہ کرنا۔

توحید ابتدا ہی سے انسان کی فطرت میں ودیعت کردی گئی ہے۔ اللہ کا یہ نور وجود کی گہرائیوں میں روشنی دے رہا ہے لیکن ظاہری حوادث انسان کو غافل بنا دیتے ہیں۔ جب سخت طوفان آتے ہیں، زندگی کا شیرازہ بکھرنے لگتا ہے، غفلت کے پردے اٹھ جاتے ہیں، بے خبر انسان ہوش میں آنے لگتا ہے اور بے اختیار خدا کی جانب بڑھنے لگتا ہے اور اسے ہی وحدہ لا شریک ماننے لگتا ہے۔

خاتون جنت فرماتی ہیں کہ عقل و فکر کے لیے خالق کائنات کی ذات کی حقیقت سمجھنا محال ہے، اسی طرح ایک حدیث میں امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

کلبا میز تنبواہ با و ہا مکم فی ادق معانیہ مخلوق مصنوع مثلکم مردود الیکم۔
ترجمہ: ”اسی طرح کوئی اس کی صفات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔“ (3)
جس کے متعلق ارشاد رسول کریم ﷺ ہے۔

ما عرفناک حق معرفتک۔

ترجمہ: ”ہم تجھ کو اس طرح نہ پہچان سکے جس طرح معرفت کا حق ہے“ (4)
اسی طرح امام زین العابدین علیہ السلام اپنی دعا میں ارشاد فرماتے ہیں:
ما عبدناک حق عبادتک۔

اے خدا! ہم اس طرح تیری عبادت نہ کر سکے جس طرح تیری عبادت کا حق ہے۔ (5)

(۲) تخلیق کائنات کا مقصد:

اصل

اس نے دنیا کی چیزوں کو ایجاد کیا بغیر اس کے کہ اس سے پہلے کسی چیز کا وجود ہو، ان سب کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ اس سے پہلے کوئی مثال رہی ہو، ان کو اپنی قدرت سے بنایا، اپنے ارادے سے خلق کیا بغیر اس کے کہ اس کو ان کی خلقت کی ضرورت رہی ہو، یا ان کی تخلیق سے اس کی ذات کو کوئی فائدہ پہنچتا ہو۔ وہ صرف اپنی حکمت کو آشکار کرنا چاہتا تھا، اور طاعت و بندگی کی طرف توجہ دلانا چاہتا تھا، اور اپنی قدرت کا اظہار کرنا چاہتا تھا، مخلوق کو اپنی بندگی کے دائرہ میں لانا چاہتا تھا، اور (پیغمبروں کے ذریعے) اپنی دعوت کو استحکام دینا چاہتا تھا۔ پھر اس نے اپنی اطاعت کو باعث ثواب، اور معصیت کو موجب عذاب قرار دیا تاکہ اس کے بندے اس کے غضب سے بچے رہیں اور اس کی جنت کی طرف گامزن رہیں۔

مختصر تشریح

خاتون جنت نے خطبہ کے اس حصہ میں تخلیق کائنات کے سلسلے میں بہت اہم مسائل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اختصار کے ساتھ ان کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(الف) تخلیق کائنات کے سلسلے میں اہم مسئلہ یہ ہے کہ ابتداء میں کسی مادہ کا وجود نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ اس مادہ سے دوسری چیزوں کو پیدا کرتا بلکہ یہ تخلیق بلکل عدم سے وجود میں آئی ہے، اس طرح کی تخلیق صرف اللہ کی ذات سے مخصوص ہے۔

(ب) اسی ذات نے اس کائنات کو پیدا کیا بغیر اس کے کوئی دنیا موجود ہو یا کوئی تصویر موجود ہو جس کو اس نے دیکھا ہو۔ بلکہ اس نے اس کائنات کو اپنی قدرت کاملہ سے بنایا ہے کیونکہ وہ کن فیکون کا مالک ہے۔

(ج) خالق کائنات کو اس کائنات کو بنانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے، وہ ہر اعتبار سے لامتناہی و لامحدود ہے لہذا اسے محدود چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جناب فاطمہ زہراءؑ نے تخلیق کائنات کا مقصد چند جملوں میں بیان فرمایا ہے، گویا کہ آپ نے ان میں معانی و مفاہیم کے دریا سمودے ہیں:

۱۔ اپنی بے پناہ قدرت کو ظاہر کرنے کے لیے۔

۲۔ بندوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلانے کے لیے۔

۳۔ اپنی لامحدود قدرت کو ظاہر کرنے کے لیے۔

۴۔ بندوں کو اپنی عبادت کی دعوت دینے کے لیے۔

۵۔ پیغمبروں کو تقویت پہنچانے کے لیے۔

آخر میں فرماتی ہیں: اس کے بندوں میں سے جو بھی اس کی اطاعت کرے گا وہ ثواب کا مستحق ہوگا اور جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔ اگر کسی نے اس کی نافرمانی کی تو اس کو عذاب دیا جائے گا اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں پائے گا۔

(۳) پیغمبر اکرم کی عظمت اور خصوصیات:

اصل

میں گواہی دیتی ہوں کہ میرے والد محمد ﷺ اللہ کے عبد اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے آپ کو رسول بنانے سے پہلے آپ کو برگزیدہ کیا تھا۔ اور آپ کو خلق کرنے سے پہلے یہ منصب عطا کیا اور مبعوث کرنے سے پہلے منتخب کیا۔ جب مخلوقات ابھی پردہ غیب میں پوشیدہ تھیں، ہولناک تاریکی میں گم تھیں اور عدم کی آخری سرحدوں سے متصل تھیں۔ اللہ کو (اس وقت بھی) آنے والے امور کا علم تھا، اور رونما ہونے والے ہر واقعہ پر احاطہ تھا، اور وہ چیزوں کے مقدرات سے باقاعدہ واقف تھا۔

اللہ نے آپ کو مبعوث کیا تاکہ اس کے احکام کی تکمیل کریں اس کے قوانین کو نافذ کریں اور حتمی ارادوں کو عملی شکل دیں۔ جب آپ مبعوث ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ اقوام عالم نے مختلف مذاہب اختیار کر رکھے ہیں، کچھ اپنے آتش کدوں میں منہمک ہیں اور کچھ بتوں کی پوجا پاٹ میں مصروف ہیں، انہوں نے اللہ کو پہچاننے کے باوجود اس کا انکار کر لیا۔

پس اللہ تعالیٰ نے میرے والد گرامی محمد ﷺ کے ذریعے اندھیروں کو اجالا کر دیا، اور دلوں سے ابہام کو دور کر دیا، اور آنکھوں سے تیرگی کو ختم کر دیا۔

آپ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے قیام کیا، ان کو گمراہی و ضلالت سے نجات دلائی، ان کی آنکھوں کو روشن کیا، دین (اسلام) کے محکم قوانین کی طرف ان کی ہدایت کی اور ان کو راہ راست کی طرف بلا یا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا شوق و محبت اور اختیار و رغبت کے ساتھ نیز (آخرت کی) ترغیب و ترہیح کے ساتھ۔ اور آپ کو اس دنیا کے رنج و غم سے آسودہ کیا، اب مقرب فرشتہ آپ کے گرد حلقہ بگوش ہیں، اور آپ رب غفار کی خوشنودی اور خدائے جبار کے جوار قرب میں ہیں۔ اللہ کی رحمت ہو اس نبی اور امین پر جو ساری مخلوقات سے منتخب و پسندیدہ ہیں۔ اللہ کا سلام اور اس کی رحمت اور برکتیں ہوں آپ پر۔

مختصر تشریح

جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے خطبہ کے اس حصہ میں نہایت پر معانی اشارے کئے ہیں اور رسول اکرم ﷺ کے متعلق اہم مباحث کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے چند کا تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

(الف) آپ ﷺ کا وجود مقدس

جناب زہراء علیہا السلام نے اس حصہ کی ابتدا میں رسول اکرم ﷺ کے گوہر ممتاز کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کائنات کی تخلیق سے پہلے پیدا کیا ہے اور آپ ہی کی خاطر اس کائنات کو وجود ملا ہے۔ جس کی طرف قرآن و روایات میں اشارے کئے گئے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔

ترجمہ: ”ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔“ (6)

اسی طرح توریث و انجیل میں بھی اشارے کئے گئے ہیں۔ بہت سی احادیث ایسی ہیں کہ جن میں آپ کے گوہر ممتاز کو تخلیق کائنات سے پہلے بتایا گیا ہے۔ جیسا کہ:

اول ما خلق اللہ نوری۔

ترجمہ: ”سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو خلق کیا۔“ (7)

اس حدیث میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات سے اول قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

كنت اول الناس في الخلق و آخرهم في البعث۔

ترجمہ: ”میں تمام لوگوں سے تخلیق میں سب سے پہلے ہوں اور آخر میں مبعوث ہوا ہوں۔“ (8)

بلکہ یہاں تک کہ وجہ خلاق بھی آپؐ کی ہی ذات گرامی ہے:

لولاك لما خلقت الافلاك۔

ترجمہ: ”(اے پیغمبر) اگر آپؐ نہ ہوتے تو میں کائنات کو بھی خلق نہ کرتا۔“ (9)

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس وقت نبیؐ بنایا تھا جب آدم علیہ السلام کا وجود ہی نہیں تھا۔ ارشاد ہے:

كنت نبيا اذا آدم بين الباء والطين۔

ترجمہ: ”میں اس وقت بھی نبیؐ تھا جب آدم مٹی اور پانی میں تھا۔“ (10)

(یعنی پانی پانی تھا مٹی مٹی تھی ابھی آدم کا مجسمہ بھی نہیں بنا تھا تو اس وقت بھی اللہ نے آپؐ کو نبیؐ بنایا تھا۔) اسی طرح ایک اور حدیث میں

ارشاد ہے: كنت نبيا اذا آدم بين الروح والجسد۔ (11)

میں اس وقت بھی نبیؐ تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھا۔

(ب) آپؐ کی بعثت کا مقصد اور بعثت سے پہلے لوگوں کی حالت

جناب زہرہ علیہا السلام اس حصہ میں آپؐ کی بعثت کا مقصد بیان کرتی ہیں کہ آپؐ احکام خدا کی تکمیل اور الہی قوانین کا نفاذ کرنے کے لیے مبعوث ہوئے۔ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ آپؐ آخری نبیؐ ہیں آپؐ کی شریعت کامل ہے۔ جس کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح ہے:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا۔

ترجمہ: ”آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں، اور تیرے دین اسلام سے راضی ہوا۔“ (12)

بعثت سے پہلے لوگ مختلف مذاہب اور گروہوں، قبیلوں اور قوموں میں بٹے ہوئے تھے ہر طرف گمراہی کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں انسانیت کا کہیں کوئی نام و نشان تک نہیں تھا۔

اسی طرف حضرت علیؑ نے اشارہ کیا ہے کہ:

”اس وقت کرہ ارض کے باشندے متفرق قوموں میں بٹے ہوئے تھے، منتشر خیالات اور مختلف راہوں میں سرگرداں تھے، کچھ اللہ کو

مخلوق کی مانند سمجھتے تھے اور کچھ غیر اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ایسے حالات میں اللہ نے محمد ﷺ کے ذریعے ان کو گمراہی سے

ہدایت بخشی اور آپؐ کے ذریعے انہیں جہالت سے بچالیا۔“ (نہج البلاغہ)

آپ ﷺ نے ایسے حالات میں آکر لوگوں کو بیدار کیا انسانیت کو زندہ کیا اور تاریکیوں کے پردے چاک کر کے نور کا اجالا کیا۔ جس کی طرف قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے:

الرَّكِيبَ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ۔

الر یہ عالی شان کتاب ہم نے آپؐ کی طرف اتاری ہے کہ آپؐ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں ان کے پروردگار کے حکم سے، زبردست اور تعریفوں والے اللہ کی طرف۔ (13)

(ج) آپؐ کا انتقال

اس حصہ میں جناب خاتون جنت نے پیغمبر اکرم ﷺ کے انتقال کو فخریہ انداز میں پیش کیا ہے کہ آپؐ کی یہ شان ہے کہ آپؐ اپنی مرضی اور شوق و محبت سے بارگاہ الہی میں جانے کو ترجیح دی۔ ملک الموت بھی آپؐ کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل نہ ہو سکا اجازت ملنے پر گھر داخل

ہوئے اور روح قبض کرنے کی اجازت طلب کی، یہ شرف صرف نبی اکرم ﷺ کو ہی ملا ہے۔ پس آپ کی روح کا طائر بلند پرواز، جو مدتوں سے اس قفس بدن میں اور اس دار فانی میں مقید تھا اس نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے بعد اور کار رسالت کو انجام دینے کے بعد اس قفس کو توڑ کر محبوب کی فضا میں ابدیت کی طرف پرواز کی اور رحمت خدا میں آرام فرما ہوا اور آسمان کے بلند منزلت فرشتوں میں جلوہ افروز ہوا۔

(۴) مسلمانوں کی ذمہ داریاں اور اللہ کی کتاب

اصل

پھر اہل مجلس کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا:

اے اللہ کے بندو! تم ہی اللہ کے اوامر و نہی کے مخاطب ہو، اس کے دین اور اس کی وحی کے حامل ہو، تم اپنے نفسوں پر اللہ کے امین ہو، اور دوسری اقوام کی طرف اس کے مبلغ ہو، اس کی طرف سے برحق رہنما تمہارے درمیان موجود ہے اور اللہ کا عہد و پیمان جو تم سے پہلے ہی لیا جا چکا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک (گرا نقدر) ذخیرے کو تمہارے درمیان جان نشین بنایا ہے۔ اور اللہ کی کتاب بھی ہمارے درمیان موجود ہے، یہ اللہ کی ناطق کتاب ہے، یہ سچا قرآن ہے، یہ چمکتا نور ہے، یہ روشن چراغ ہے۔ ایسی کتاب جس کی دلیلیں روشن، جس کے اسرار و موز آتشکار، جس کا ظاہر پر نور اور اس کی پیروی کرنے والے قابل رشک ہیں۔

ایسی کتاب جو اپنے عمل کرنے والے کو جنت میں لے جاتی ہے اور سننے والوں کو ساحل نجات تک رہنمائی کرتی ہے۔ اس کے ذریعے اللہ کی روشن دلیلوں کو پایا جاسکتا ہے۔ اس کے واجبات کی تفسیر معلوم کی جاسکتی ہے۔ اس کے محرمات کی شرح حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کی واضح دلیلیں روشن اور اس کے براہین کافی ہیں۔ مستحبات پر مشتمل اس کے فضائل کو اور جائز مباحات کو اور اس کے واجب دستور پایا جاسکتا ہے۔

تشریح

(الف) لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا

اس حصہ میں جناب زہراء علیہا السلام مسلمانوں سے مخاطب ہوتی ہیں کہ تم لوگ ہی سب سے پہلے ذمہ دار ہو اللہ کے احکام پر عمل کرو ان کو دوسروں تک پہنچاؤ، تم نے وحی الہی کو سنا، اس کی تشریح رسول ﷺ نے تمہارے سامنے کی لہذا تمہاری ذمہ داری بنتی ہے کہ تم اس پیغام کو دوسری قوموں اور ملتوں کی طرف پہنچاؤ۔ جیسا کہ قرآن حکیم کی آیت ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ: ”تم بہترین امت ہو، لوگوں کی ہدایت کے لیے نکالے گئے ہو، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔ اب اگر تم لوگوں

نے کوتاہی کی اور تساہلی سے کام لیا تو اللہ کے سخت عذاب کا انتظار کرو۔“ (14)

تمہارے درمیان اللہ کی طرف سے برحق رہنما (علی علیہ السلام) موجود ہے اور کچھ دن پہلے غدیر کے میدان میں اس کا تم سے عہد و پیمان بھی لیا جا چکا ہے کہ: من کنت مولاه فهذا علی مولاه۔

یعنی: ”جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے۔“ (15)

اس کے باوجود تم کہاں جا رہے ہو، کیوں سرگرداں ہو، راہ راست کو کیوں ترک کر رہے ہو، تفرقہ و انتشار اور ضد و تعصب کے پھندوں کو اتار پھینکو، آؤ میدان غدیر میں اپنے کئے ہوئے عہد و پیمان پر عمل کرو اور اسی منتخب نمائندہ کے ساتھ مل کر اللہ کے اوامر و نواہی کی تبلیغ کرو، اس کا ساتھ دو اور دین اسلام کو سر بلند کرو وہی زعمیم برحق تمہیں کامیابیوں کی بلندیوں کی طرف لے جائے گا۔

(ب) قرآن کی عظمت

خاتون جنت نے خطبہ کے اس حصہ میں حدیث ثقلین کی طرف اشارہ کیا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے تمہارے درمیان قرآن و اہل بیت کو اپنا جان نشین بنایا ہے لہذا تمہیں چاہیے کہ ان دونوں کے ساتھ متمسک رہو۔ اس کے بعد قرآن کے فضائل بیان کرتی ہیں کہ یہ قرآن ناطق ہے جو ایک

سچی کتاب ہے واضح روشنی دینے والی کتاب ہے، یہ ایک چمکتا ہوا نور ہے اس سے اپنے دلوں کو منور کرو، یہ ایک روشن چراغ ہے اسی سے راہ راست کی ہدایت حاصل کرو، اسی سے درس عبرت حاصل کرو، اس کا ظاہر بہت خوبصورت اور پُر نور ہے۔ جس کا باطن واضح اور شمر بار ہے۔ جس کی دلیلیں اطمینان بخش اور نجات دہنی والی ہیں۔ یہ ایک ایسی بابرکت کتاب ہے جو اپنے پیروکار کو جنت کی طرف لے جاتی ہے۔

(۵) احکام شریعت اور ان کا فلسفہ

اصل

اللہ نے ایمان کو تمہیں شرک سے پاک کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔ نماز کو فرض کیا تمہیں تکبر و غرور سے محفوظ رکھنے کے لیے۔ زکوٰۃ کو نفس کی پاکیزگی اور رزق میں اضافے کا سبب بنایا۔ روزہ کو اخلاص کے اثبات کا ذریعہ بنایا۔ حج کو فرض کیا دین کو تقویت دینے کے لیے۔ عدل و انصاف کو واجب قرار دیا دلوں کو جوڑنے کے لیے۔ ہماری اطاعت کو ملت کے نظام کا وسیلہ قرار دیا۔ اختلافات سے محفوظ رہنے کے لیے ہماری امامت کو واجب قرار دیا۔ جہاد کو اسلام کی سر بلندی کا ذریعہ بنایا، صبر کو حصول ثواب کا سبب بنایا۔ امر بالمعروف کو عوام کی بھلائی کا ذریعہ بنایا۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کو قہر الہی سے بچنے کا ذریعہ بنایا۔ صلہ رحمی کو واجب قرار دیا عمر کی داری اور افرادی کثرت کے لیے۔ قصاص کو قرار دیا جان کی حفاظت کے لیے۔ وفائے عہد کو لازم قرار دیا گناہوں کی مغفرت کے لیے۔ کم بیچنے کو حرام قرار دیا کمی سے محفوظ کرنے کے لیے، شراب کو حرام کیا نجاستوں سے دور رہنے کے لیے، تہمت کو ناجائز کیا لعنت (اللہ کے عذاب) سے محفوظ رہنے کے لیے، چوری کو حرام کیا عفت نفس کے لیے، شرک کو حرام کیا اپنی ربوبیت کو خالص بنانے کے لیے۔

مختصر تشریح

احکام کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے مختصر عبارت میں مفاہیم کے دریا سمودئے ہیں۔ ایمان سے نذر کی وفات تک، توحید سے کم فروشی تک ہر ایک کو ایک ایک جملہ میں اس طرح بیان کر دیا کہ گویا کوزے میں سمندر کو بند کر دیا ہے۔

(۱) ایمان

کتنا عظیم جملہ ہے یہ کہ اللہ نے ایمان کو تمہیں شرک سے پاک کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔ یہ جملہ اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے کہ توحید کی حقیقت اور اللہ کی معرفت ہر انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ یعنی انسان فطری طور پر موحد ہے لیکن حالات اسے بدل دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ:

کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یهودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔^(۱۶)

یعنی: ”ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے والدین اسے بنا دیتے ہیں یہودی، عیسائی یا مجوسی اور شرک کی کثافت ایک عارضی نجاست ہے۔“

اسلام آیا ہی اسی لیے ہے کہ دلوں کو پاکیزہ بنائے اور زمین کو کفر و شرک کی نجاستوں سے پاک کرے۔

(۲) نماز

نماز اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا عملی اعتراف ہے۔ جب بندہ اللہ کی کبریائی کا معترف ہو جائے تو وہ تکبر و غرور کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور عاجزی و انکساری اس کے وجود میں شامل ہو جائے گی۔

(۳) زکوٰۃ

زکوٰۃ اسی لیے فرض کی گئی تاکہ انسان کا مال پاکیزہ ہو جائے یہی تعبیر قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ

ترجمہ: ”ان کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) لیجئے اس کے ذریعے آپ ان کے اموال کو پاکیزہ اور بابرکت بنائیں۔“ (۱۷)

زکوٰۃ انسان کو مالی غلامی سے آزاد کراتی ہے اور دنیا کی قید و بند سے نجات دلاتی ہے اور اس طرح معاشرے کے محروم افراد اقتصادی استحکام پا کر ترقی کرنے لگتے ہیں۔

(۴) روزہ

عبادات میں روزہ اخلاص کی خصوصی علامت اس لیے ہے کہ باقی عبادات کا مظاہرہ عملاً ہوتا ہے، جن میں ریاکاری کا امکان رہتا ہے مگر روزہ دار کے بارے میں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس نے روزہ کی حالت میں کچھ کھایا یا پیا نہیں ہے۔ حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ:

الصوم لی وانا اجزی علیہ۔

ترجمہ: ”روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔“ (18)

(۵) حج

حج کی عظیم الشان اور عالمی کانفرنس اسلام کے استحکام اور تقویت کے لیے قرار دی تاکہ فکری، ثقافتی، عسکری اور سیاسی میدان میں مسلمان ایک دوسرے کو تقویت پہنچا سکیں۔ جب مسلمان طاقتور ہوں گے تو خود بخود اسلام طاقتور بن جائے گا۔

(۶) عدل

عدل و انصاف کے ذریعے دلوں سے دیرینہ دشمنی بغض و عناد کو دور کیا، بد امنی کو امن میں تبدیل کر دیا کیونکہ جب ہر انسان کو اس کا حق ملے گا اور اس کے ساتھ عدل و انصاف کیا جائے گا تو یقیناً پورا معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے گا اور تمام لوگ دلی اعتبار سے ایک دوسرے سے محبت کریں گے۔

(۷، ۸) اطاعت و امامت اہل بیت علیہم السلام

اللہ تعالیٰ نے اہل بیت اطہار علیہم السلام کو مسلمانوں کا رہبر قرار دے کر معاشرتی نظام کی سلامتی کی ضمانت لی تاکہ لوگ توحید کے راستے پر چل سکیں اور ہر طرح کے نفاق و افتراق سے دور رہیں۔ اگر امت اسلامیہ اہل بیت کی امامت پر مجتمع ہو جاتی تو اس امت میں تفرقہ و انتشار وجود میں نہ آتا اور امت محمدیہ ﷺ میں جو بھی تفرقہ وجود میں آیا ہے وہ اہل بیت اطہار کے ساتھ محض حسد و عداوت کی وجہ سے آیا ہے۔

(۹) جہاد

خاتون کائنات فرماتی ہیں کہ اللہ نے جہاد کو فرض کیا تاکہ اسلام سر بلند ہو۔ کیونکہ جہاد کے ذریعے دشمنان اسلام اور ظالموں کو نیست و نابود کیا جاتا ہے۔ جہاد کے متعلق حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: واللہ ما صلحت دین و دنیا الا بہ۔

یعنی: ”اللہ کی قسم دین اور دنیا کی فلاح و بہبود صرف جہاد کے ذریعے ممکن ہے۔“ (19)

(۱۰) صبر

صبر کے متعلق جناب زہرہ علیہا السلام فرماتی ہیں کہ اللہ نے صبر کو اسی لیے قرار دیا ہے تاکہ اس کے ذریعے زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب حاصل کیا جائے۔

(۱۱) امر بالمعروف و نہی عن المنکر

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اصلاح معاشرہ کے لیے اسلام کا ایک زرین اصول ہے جس پر عمل پیرا ہونے والے کی صورت میں ایک متوازن سوچ کا حامل باشعور معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ جس میں کسی ظالم کو ظلم کرنے اور کسی استحصالی کو استحصالی کرنے کا موقعہ نہیں ملتا کیونکہ ایک آگاہ اور باشعور معاشرہ ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کیا گیا تو ہر قسم کے ظلم و استحصالی کو کھلی چھوٹ مل جائے گی۔

(۱۲) والدین کے ساتھ نیکی

والدین کے ساتھ حسن سلوک کو جناب زہرہ علیہا السلام نے غضب الہی سے بچنے کا ذریعہ کہا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں بھی ارشاد ہے کہ:

من اسخط والديه فقد اسخط الله ومن اغضبها فقد اغضب الله۔

یعنی: ”جس نے والدین کو ناراض کیا اس نے اللہ کو ناراض کیا اور جس نے والدین کو غصہ دلایا اس نے اللہ کو غصہ دلایا۔“ (20)

(۱۳) صلہ رحم

صلہ رحمی کرنے سے انسان کی عمر میں اضافہ ہو تو مال میں کثرت ہوتی ہے اور اس سے افرادی قوت بھی بڑھ جاتی۔

(۱۴) قصاص

خاتون جنت نے قصاص کو خونریزی کو روکنے کا ذریعہ کہا ہے۔ یہی گواہی قرآن مجید میں بھی موجود ہے کہ: **وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَاۤوۤلِيَ الْاَلْبَابِ**۔

ترجمہ: ”اے صاحبانِ عقل! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔“ (21)

(۱۵) ناپ تول

ناپ تول میں کمی عذاب الہی کا باعث بنتی ہے اس لیے جناب زہراء نے اس سے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح قرآن میں بھی حکم ہے کہ: **وَيَلِّ لِّلْمُكَفِّرِيْنَ**۔

ترجمہ: ”تباہی و بربادی ہے ان لوگوں کے لیے جو کم فروشی کرتے ہیں۔“ (22)

اور کم فروشی کی ہی وجہ سے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔

(۱۶) شراب نوشی

اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی کی حرمت کو گناہ کی آلودگیوں سے بچنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں رسول اللہ نے شراب نوشی کے متعلق دس افراد پر لعنت بھیجی ہے۔ وہ یہ ہیں:

”اس کی زراعت کرنے والا، اس کی حفاظت کرنے والا، اس کو بیچنے والا، اس کو خرید کرنے والا، اس کو پینے والا، اس کا مالی فائدہ اٹھانے والا، اس کو چھوڑنے والا، اس کو اٹھا کر لے جانے والا اور وصول کرنے والا اور اس کو پلانے والا۔“ (23)

(۱۷) بہتان تراشی

بہتان تراشی کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرِيْمُوْنَ الْبُحْصَنَاتِ الْغُفْلَتِ الْمُوْمِنَاتِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ: ”جو لوگ بے خبر پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے عذاب عظیم

ہے۔“ (24)

(۱۸) چوری

چوری کے بارے میں قرآن میں حد بیان ہوئی ہے کہ:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جِزَاۤءًۢ بِمَا كَسَبَتْۡا كَلًا مِّنْ اللّٰهِ وَاللّٰهُ۔

ترجمہ: ”چوری کرنے والے مرد اور عورت کا ہاتھ کاٹ ڈالو، یہ ان کے کئے کی سزا ہے اور اللہ کی طرف سے تنبیہ ہے۔“ (25)

(۱۹) شرک

شرک ایک ناقابل معافی گناہ ہے، جس کی کوئی بخشش نہیں ہے اس کے علاوہ تمام گناہ بخشے جاسکتے ہیں۔ لہذا اس سے بچنے والا انسان توحید پرست ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات تمام میں واحد و یکتا مانتا ہے۔

(۶۰) حکومت کے مقابلے میں اپنا موقف

اصل

لوگو! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں فاطمہ ہوں اور میرے بابا محمد ﷺ ہیں اللہ کا درود و سلام ہو ان پر، جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اس کا آغاز و انجام ایک ہے (میں متضاد باتیں نہیں کہتی ہوں) جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ غلط نہیں ہے، اور نہ میرے عمل میں خطا و لغزش کی آمیزش ہے۔

ب

بتحقیق تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایک رسول آیا، تمہیں تکلیف میں دیکھنا اس پر شاک گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کا نہایت خواہاں ہے اور مؤمنین کے لیے نہایت شفیق و مہربان ہے۔

(سورۃ توبہ ۱۲۸)

اگر تم اس کا نسب تلاش کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ میرے والد تھے تمہاری عورتوں میں سے کسی کے نہیں، وہ میرے چچا کے فرزند کے بھائی تھے نہ کہ تم لوگوں کے، کتنا لائق افتخار ہے یہ سلسلہ نسب۔ خدا کا درود و سلام ہو ان پر اور ان کے خاندان پر۔ ہاں وہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیا۔ لوگوں کو خطرات سے آگاہ کیا۔ آپ نے مشرکین کی روش کو پس پشت ڈال دیا، ان پر کمر شکن ضرب لگائی اور ان کی گردنوں کو مروڑ دیا، ان کے گلوں کو گھوٹا تا کہ وہ شرک سے دستبردار ہو جائیں اور توحید کے راستے پر آجائیں۔

پھر حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اپنے رب کی طرف بلایا۔ بتوں کو پاش پاش کر دیا اور طاغوتوں کو اس طرح سرنگوں کیا کہ وہ شکست کھا کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یہاں تک کہ رات کی تاریکی دور ہو گئی اور صبح امید کی روشنی پھیل گئی، حق واضح ہو گیا اور دین کے پیشوا نے زبان کھولی۔ شیطان کی زبان کو لگام دے دی۔ منافق جماعت کی ہلاکت یقینی ہو گئی۔ کفر و شقاوت کے بند ٹوٹ گئے۔ چند معزز فاقہ کش ہستیوں کی معیت میں تم کلمہ توحید کا اقرار کرنے لگے۔

ہاں اس وقت تم آگ کے گھرے کے دہانے پر تھے، اتنے مختصر تھے جیسے پیاسے کے لیے ایک گھونٹ پانی، یا بھوکے کے لیے ایک نوالہ، یا جلدی میں اٹھائی جانے والی چنگاری، یا قدموں کے نیچے پامال ہونے والے خس و خاشاک تھے۔ ان دنوں تمہارا پینے کا پانی گندا اور بدبو دار تھا، تمہاری غذا درختوں کے پتے تھے، تم (اس طرح) ذلت و خوار میں زندگی بسر کرتے تھے۔ تم ہمیشہ اس بات سے ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں تمہارا طاقتور دشمن تم پر حملہ نہ کر دے اور تم کو اچک نہ لیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات میں تمہیں محمد ﷺ کے ذریعے نجات دلائی۔ انہوں نے بہادری اور زور آوری، عرب کے بھیڑیوں اور سرکش اہل کتاب کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے جتنا زیادہ جنگ کی آگ کو بھڑکانا چاہا اللہ تعالیٰ نے اس کو بجھا دیا۔ جب بھی شیطان ظاہر ہوتا تھا اور مشرکین کا فتنہ پھیلنے لگتا تھا اس وقت میرے والد اپنے بھائی (علیؑ) کو ان کے مقابلے میں بھیجتے تھے۔ وہ ان لوگوں کے غرور کو اپنے پیروں تلے پامال کئے بغیر اور اپنی تلوار سے اس آتش کو فرو کئے بغیر واپس نہیں لوٹتے تھے۔ وہ راہ خدا میں جان فشاں تھے، اللہ کے معاملے میں مجاہد تھے، رسول اللہ ﷺ کے نہایت قریبی تھے اور اولیاء اللہ کے سردار تھے۔ وہ (جہاد کے لیے) ہمہ وقت کمر بستہ، امت کے خیر خواہ، محکم عزم کے مالک اور راہ حق میں جفاکش تھے۔ وہ راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ مگر تم ان دنوں عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے، نیز سکون اور خوشی میں امن و امان کے ساتھ رہتے تھے۔ تم اس انتظار میں رہتے تھے کہ ہم پر مصیبتیں آئیں اور تمہیں بری خبریں سننے کو ملیں، تم جنگ کے وقت پسپائی اختیار کرتے تھے اور لڑائی میں راہ فرار اختیار کرتے تھے۔

مختصر تشریح

(الف) اپنا تعارف

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے خطبہ کے اس حصہ میں سب سے پہلے اپنا تعارف کرایا حالانکہ ان لوگوں کو علم تھا کہ فاطمہ کون ہیں۔ یہ وہی فاطمہ ہیں کہ جس کی شان میں آیت تطہیر، آیت مباہلہ اور سورۃ الدھر وغیرہ نازل ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ ان لوگوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب زہراء کی منزلت و عظمت اور فضائل کے بارے میں بہت سے فرامین سن چکے تھے جن میں سے چند یہ ہیں :

الفاطمة سيدة نساء العالمین و سيدة نساء اهل الجنة۔ (26)

فاطمة بضعة منی من اغضبها اغضبتی۔ (27)

انسا فاطمة بضعة منی یوذینی ما آذاها۔ (28)

فاطمة بضعة منی یوذینی ما آذاها وینصبنی ما انصبها۔ (29)

پس جناب خاتون جنت نے اپنا تعارف اس لیے کرایا کہ ان لوگوں پر حجت تمام ہو جائے اور بہانے تراشنے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ اور یہ بھی واضح کر دیا کہ حضرت علیؑ اور رسول اکرم ﷺ ایک دوسرے سے کتنے قریب ہیں اور ساتھ ہی اپنی گفتگو کی اہمیت بھی بتلا دی کہ میں کوئی غلط بات نہیں کر رہی ہوں لہذا تم میری بات کو غور سے سنو اور اپنی عظیم ذمہ داریوں کا احساس کرو۔

(ب) رسول اللہ ﷺ کی غیر معمولی ہمدردی

اس کے بعد جناب خاتون جنت علیہا السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان لوگوں کے ساتھ غیر معمولی ہمدردی کا تذکرہ کرتی ہیں کہ آپؐ نے کس قدر تمہارے لیے زحمات برداشت کیں، تمہارے رنج و غم میں شریک رہے، ہمہ تن تمہاری ہدایت کے خواہاں تھے اور تمہارے لیے نہایت مہربان اور رحم دل تھے لہذا آج اسی رسول اللہ ﷺ کی بیٹی تکلیف میں ہے اور تمہیں مدد کے لیے پکار رہی ہے اور تم امداد کو نہیں پہنچ رہے ہو۔

(ج) رسول اللہ ﷺ کی غیر معمولی زحماتیں

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاقت و ہمت کے بارے میں فرماتی ہیں کہ آپؐ تنہا اس عظیم کام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، ذرہ برابر بھی گھبرائے نہیں، ظالموں کو سرنگوں کیا، تکبر کرنے والوں کو خاک میں ملادیا، دشمنوں کی طاقت کو توڑ دیا، ان کے بت خانوں کو ویران کر دیا، دشمنان خدا کو پریشان کر دیا، ظلمتوں کو ختم کر کے نور کا اجالا کر دیا، حق کو نمایاں کیا، شیخ حقیقت کو فروزاں کیا جس کی وجہ سے دشمنوں نے راہ فرار اختیار کی اور لوگوں میں اتنی ہمت ہوئی کہ انہوں نے کفر کے دریا میں کلمہ لا الہ الا اللہ کے چراغ کو روشن کیا۔

(د) اسلام سے پہلے اور ابتدا میں لوگوں کے حالات

خاتون جنت علیہا السلام ان لوگوں کو وہ وقت یاد دلا رہی ہیں جب ان کی تعداد تھوڑی تھی۔ ہر طرف وحشتوں کا طوفان تھا ایک طرف پرانی بت پرستی اور شرک کے وسوسے تھے جو کبھی کبھی تمہارے ذہنوں میں فتور پیدا کرتے تھے، تم شک و تردید میں مبتلا ہو جاتے تھے، تمہیں جہنم کے کنارے کی طرف کھینچ کر لے جاتے تھے۔ دوسری طرف طاقتور، بے رحم اور سنگ دل دشمن تھے اور ہر طرف سے تم کو گھیرے ہوئے تھے، ایسا لگتا تھا کہ پلک جھپکتے ہی تم کو نیست و نابود کر دیں گے اور تمہیں کچل ڈالیں گے۔

اس وقت تمہارا پینے کا پانی گندا، بدبودار اور متعفن تھا کوئی چیز تمہیں میسر نہیں آتی تھی تم ہمیشہ اپنے مستقبل کے متعلق خوفزدہ رہتے تھے۔ ان واقعات کی طرف حضرت علیؑ نے یوں اشارہ کیا ہے:-

”اے گروہ عرب! اس وقت تم بدترین دین پر تھے اور بدترین گھروں میں تھے۔ کھر درے پتھروں اور زہریلے سانپوں میں تم بود و باش رکھتے تھے۔ گدلا پانی پیتے تھے اور بدترین غذا کھاتے تھے اپنا خون بہاتے تھے اور قطع رحمی کیا کرتے تھے۔“ (30)

لیکن زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ فتنہ کی آگ خاموش ہو گئی، طوفان ختم ہو گیا ظالموں نے راہ فرار اختیار کی اسلام سر بلند ہو گیا۔ مختصر اور کمزور طبقہ مسلط ہو گیا اور طاقتور طبقہ نیست و نابود ہو گیا۔

خاتون کائنات علیہا السلام نے اس حساس دور کو یاد دلایا جس میں مؤمنین کے لیے ایک دن ایک صدی کے برابر تھا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان بے پناہ نعمتوں کو یاد کریں، ان کی ناشکری نہ کریں، ہمیشہ خدا کے معین کردہ راستوں پر چلیں اور حکومت و وقت کی طرف سے ایجاد کردہ فضا میں حواس باختہ نہ ہو جائیں۔

(ھ) حضرت علی علیہ السلام کی قربانیاں

خطبہ کے اس حصہ کے آخر میں خاتون جنت حضرت علی علیہ السلام کی بے پناہ قربانیوں کا تذکرہ کرتی ہیں کہ انہوں نے خطرناک ترین مواقع پر اسلام کی مدد کی جب بھی آپ انہیں بھیجتے تھے تو وہ غیر معمولی جاں نثاری، وفاداری اور قربانی کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرتے تھے۔ وہ ان کی بھڑکائی ہوئی آگ میں جا کر اس کو بالکل ٹھنڈا کر کے خاموش کرتے تھے۔ سرکشوں کے سروں کو اپنی تلوار سے کاٹ دیتے تھے۔ ان کے غرور کو خاک میں ملا دیتے تھے۔ لہذا ایسا ہی شخص اس انقلاب کو ادھر ادھر منحرف ہونے سے روک سکتا ہے۔ تم اسے ہی اپنا پیشوا بنا لو مگر اہی سے بچ جاؤ گے۔ کیونکہ وہ راہ خدا میں جانفشانی کرنے والے مجاہد اور رسول اللہ ﷺ کے قریبی، اولیاء اللہ کے سید و سردار ہیں اور وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے اور نہ شرماتے ہیں۔

حوالہ جات

- 1- ابراہیم: ۳۴
- 2- ابراہیم: ۷
- 3- بحار الانوار، ج ۱۰، ص ۳۴
- 4- بحار الانوار، ج ۱۰، ص ۳۴
- 5- صحیفہ کاملہ: دعا نمبر ۳، ص ۳۵
- 6- الانبیاء: ۱۰۷
- 7- بحار الانوار، ج ۱، ص ۹۷
- 8- جامع الصغیر، ج ۲، ص ۲۹۶
- (۳۰) نوح البلاغ، خطبہ: ۲۶، جلد ۱، ص ۶۶، تحقیق شیخ محمد عبدہ، طبع: دار المعرفۃ بیروت
- 9- مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۱، صفحہ ۱۸۶
- 10- مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۱، صفحہ ۱۸۳
- 11- المصنف۔ ابن ابی شیبہ، ج ۸، ص ۲۳۸
- 12- المائدہ: ۳
- 13- ابراہیم: ۱
- 14- آل عمران: ۱۱۰
- 15- الکافی، جلد ۱، صفحہ ۲۸۷
- 16- صحیح البخاری، جلد ۲، صفحہ ۱۰۴
- 17- التوبہ: ۱۰۳

- 18- الكافي، جلد ٢، صفحہ ٦٣
 19- بحار الانوار، جلد ٣٢، صفحہ ٥٦
 20- مستدرک الوسائل، جلد ١٥، صفحہ ١٩٣
 21- البقرة: ١٤٩
 22- المطففين: ١
 23- الكافي، جلد ٦، صفحہ ٣٢٩
 24- النور: ٢٣
 25- المائدة: ٣٨
 26- صحیح البخاری، جلد ٣، باب المناقب، صفحہ ٢٠٩، ١٨٣
 27- ايضا، ص ٢١٠
 28- صحیح المسلم، جلد ٤، صفحہ ١٣١
 29- سنن الترمذی، جلد ٥، صفحہ ٣٦٠
 30- نج البلاغ، خطبہ: ٢٦، جلد ١، ص ٦٦، تحقیق شیخ محمد عبدہ، طبع: دار المعرفۃ بیروت

المراجع والمصادر

- (١) ابو الفضل احمد ابن ابی طاهر المعروف بابن طيفور (المتوفى ٢٨٠هـ) "بلاغات النساء" المطبعة دار الشريف الرضي، قم المقدس ایران -
 (٢) احمد ابن ابی يعقوب بن جعفر ابن وهب ابن واضح بن الكاتب العباسی (المتوفى ٢٨٣هـ) "تاريخ يعقوبي" طبع: دار المصادر بیروت، لبنان -
 (٣) ابو بكر احمد ابن عبد العزيز الجوهري البصري البغدادي (المتوفى ٣٢٣هـ) "السقيفة وفدك" طبع الثاني، شركة المكتبي بیروت، لبنان -
 (٤) ابو الحسن علي ابن حسين المسعودي الشافعي (المتوفى ٣٢٦هـ) "مروج الذهب" المطبعة البسيمة المصرية مصر ١٩٢٤هـ
 (٥) ابو الفرج علي ابن حسين الاصمعياني الاموي المتوفى (٣٥٦هـ): "مقاتل الطالبين" طبع ثاني: مكتبة الحيدرية نجف
 (٦) احمد ابن علي ابن ابی طالب الطبرسي (متوفى ٥٦٠هـ) "في ابي كتاب" احتجاج طبرسي، طبع: نجف الاشرف، سال ١٩٦٦ع،
 (٧) ابو جعفر محمد ابن علي المعروف شيخ صدوق (متوفى ٣٨١هـ): "علل الشرح" طبع نجف اشرف، سال ١٣٨٦هـ ١٩٦٦ع،
 (٨) ابو جعفر محمد ابن علي المعروف شيخ صدوق (متوفى ٣٨١هـ): "معاني الاخبار" طبع، انتشارات اسلامي قم ایران -
 (٩) القاضي ابو حنيفة النعمان بن محمد التميمي المغربي (٣٦٣هـ): "شرح الاخبار في فضائل ائمة الطهارات" للتحقيق: السيد محمد الحسيني الجبالي، الناشر: مؤسسة النشر الاسلامي التابعة لجماعة المدرسين قم
 (١٠) ابن طاووس رضي الدين ابو القاسم علي ابن موسى الحلبي (المتوفى ٦٦٣هـ) "ابن كتاب" الطوائف في معرفة مذاهب الطوائف، طبع اول، سال ١٣٤١هـ مطبعة الخيام، قم - ایران -
 (١١) الامام الحافظ رشيد الدين ابو عبد الله محمد ابن علي ابن شهر آشوب ابن نصر ابن ابی حميش السروي المازندراني (المتوفى ٥٨٨هـ): "مناقب آل ابی طالب" طبع نجف، ١٣٤٦هـ ١٩٥٦ع
 (١٢) امام محمد بن اسماعيل بخاری (المتوفى ٢٥٦هـ): "صحیح البخاری" ناشر دار الفكر بیروت، سنة ١٣٠١هـ
 (١٣) امام مسلم بن حجاج القشيري: "صحیح مسلم" ناشر دار الفكر بیروت - لبنان -
 (١٤) البلاذري احمد ابن يحيى بن جابر: "فتوح البلدان" طبع ثاني ١٣٤٩هـ، مكتبة النهضة المصرية القاهرة -
 (١٥) الترمذی محمد ابن عيسى (متوفى ٢٤٩هـ): "سنن الترمذی" دار الفكر بیروت، سنة ١٣٠٣هـ
 (١٦) الشريف مرتضى علي ابن حسين الموسوي (المتوفى ٣٣٦هـ): "الثاني في الامامة" طبع ثاني ١٣١٠هـ، مؤسسة اسماعيليان، قم - ایران
 (١٧) شمس الدين ابو البركات محمد ابن احمد الدمشقي الباعوني الشافعي (المتوفى ٨٤١هـ): "جواهر المطالب في مناقب الامام الجليل علي ابن ابی طالب" طبع اول سال ١٣١٥هـ ناشر مجمع احياء الثقافة الاسلامية، قم المقدس، ایران،
 (١٨) الشيخ محمد باقر المجلسي (المتوفى ١١١١هـ) "بحار الانوار" ناشر مؤسسة الوفاء بیروت لبنان، الطبع الثاني، سنة ١٩٩٣ع

-
- (۱۹) علامه عزالدین ابن ابی الحدید المعتزلی البغدادی (المتوفی ۶۵۶ھ): "شرح نصح البلاغہ"، طبع ثانی، دار الاحیاء الکتب العربیہ مصر ۱۹۶۷ء
- (۲۰) علی ابن عیسیٰ الرطبی (المتوفی ۶۹۳ھ): "کشف الغمہ فی معرفۃ الامتہ"، طبع ثانی، سال ۱۴۰۵ھ ۱۹۹۸ع دار الاضواء، بیروت لبنان۔
- (۲۱) محمد ابن جریر ابن رستم الطبری الشیبی (متوفی ۵ھ): "دلائل الامتہ"، طبع اول ۱۴۱۳ھ ناشر مؤسسۃ البعثۃ، قم۔ ایران
- (۲۲) محمد یعقوب کلینی (المتوفی ۳۲۹ھ): "اصول کافی" ناشر دار الکتب اسلامیہ طهران، طبع چہارم، سال ۱۳۶۵ھ ش